جناب زینب(س) کے کوفہ وشام کے خطبوں میں قرآنی استنادات

تالیف: اصغر طہماسبی بلداجی
ترجمہ: مولاناڈاکٹر گلزار احمد خان

جناب زینب(س) حقیقت اور کمال کے متلاشی انسانوں کے لئے ایک نمونہ اور اسوہ ہیں۔آپ کی علمی و عملی سیرت سب کے لئے سبق آموز ہے۔آپ کی عظمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ کا نام اللہ تعالی نے خود رکھا ہے اور پیغمبر اسلامؐ نے آپ کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہے اور حضرت علیؑ نے آپ کو تفسیر قرآن کی اجازت عطا فرمائی ہے۔آپ کا لقب نائبة الزهرا ہے،آپ حسنینؑ کی یار و غمخوار تھیں اور واقعہ کربلا کی جاودانگی کا راز آپ کے خطبوں میں مضمر ہے۔

جناب زینب(س) کی شخصیت کا ایک اہم پہلو آپ کے کلام میں قرآنی آیات کی تجلی ہے جو آپ کی سیرت میں بھی متجلی ہے۔اس مقالہ میں کوفہ وشام میں جناب زینب(س) کے خطبوں میں موجود قرآنی حوالوں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

جناب زینب(س) کی قرآنی خاندان میں پرورش

جناب زینب(س) کے کلام میں قرآنی آیات کی تجلی کو سمجھنے کے لئے آپ کی شخصیت کا مطالعہ ضروری ہے۔ کسی بھی فرد کی شخصیت کے پروان چڑھنے میں اس کے خاندان اور مربی کا اہم کردار ہوتا ہے۔جناب زینب(س) نے خانوادہ وحی میں آنکھیں کھولیں۔اس حوالے سے آپ کو عقیلہ وحی، عقیلۃالنبوہ اور رضیعہ وحی جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ان القاب سے آپ کی الہی تربیت اور قرآنی شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔قرآن جناب زینب(س) کے گوشت و پوست میں پیوست ہو چکا تھا اور یہ بات آپ کے قول و فعل میں واضح طور پر

نمایاں ہے۔ آپ کے قرآنی مقام و منزلت کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے آپ کے خاندان کے افراد کو پہچاننا ضروری ہے۔

آپ کے جد بزرگوار حضرت محمد مصطفیؐ روئے زمین پر کامل ترین انسان ہیں جن کے بارے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ ترجمہ: اور آپ بلند ترین اخلاق کے درجہ پر ہیں۔[۱]

❖

مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا۔ ترجمہ: جو رسول کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو منہ موڑ لے گا تو ہم نے آپ کو اس کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا ہے۔[۲]

❖

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ۔ ترجمہ: اور وہ اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں کرتا ہے۔[۳]

جناب زینب (س) کی ولادت کے بعد پیغمبر اسلامؐ نے آپ کو سینہ سے لگایا اور آپ پر پڑنے والی مصیبتوں کو یاد کرکے گریہ کیا اور فرمایا میں اس امت کے حاضر و غائب سبھی کو وصیت کرتا ہوں کہ اس بچی کی حرمت کو برقرار رکھیں۔[۴]

آپ کے پدر بزرگوار حضرت علیؑ ہیں جن کی شان میں ستّر آیتیں نازل ہوئیں ہیں[۵]، جو قرآن ناطق تھے اور آپ کے کلام میں قرآن صاف ظاہر تھا۔ پیغمبر رحمت نے آپ کو اپنا سب سے قریبی فرد، دنیا و آخرت

۱۔ سورہ قلم، آیت ۴
۲۔ سورہ نساء، آیت ۸۰
۳۔ سورہ نجم، آیت ۳
۴۔ سید مصطفیٰ موسوی خرم آبادی، سیرہ و اندیشہ حضرت زینب، ص ۳۳
۵۔ شیخ صدوق، خصال (جلد ۲)، ص ۳۶۸

میں اپنا بھائی [۱]، سب سے پہلے ایمان لانے والا، سب سے زیادہ جاننے والا، سب سے زیادہ بہادر اور صبر کرنے والا اور سب سے زیادہ یقین والا بتایا ہے۔ [۲]

آپ کی والدہ گرامی جناب فاطمہ زہرا (س) جو قرآن ناطق تھیں اور جن کی شان میں سورہ کوثر نازل ہوئی ہے [۳]۔ آپ کے دونوں بھائی امام حسن مجتبیٰؑ اور امام حسینؑ اپنے والد کے بعد سب سے بڑے مفسر قرآن تھے [۴]۔ یہ حضرات بھی قرآن ناطق تھے جن کے بارے میں پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا جو حسن و حسین کو دوست رکھے گا وہ گویا مجھے دوست رکھتا ہے اور جو ان سے دشمنی کرے گا وہ گویا مجھ سے دشمنی کررہا ہے [۵]۔

جناب زینب (س) کی اس خاندان میں پرورش ہوئی اور آپ نے ایسی عظیم شخصیات سے درس حاصل کیا۔ ایسا خاندان جس کے بارے حضرت علیؑ فرماتے ہیں: فیهِم کَرائِمُ القرآن وَ هُم کُنوزُ الرَّحمن [۶]۔ سارے قرآنی فضائل اس خاندان کے لئے ہیں اور وہ زمین پر اللہ تعالی کے خزانے ہیں۔

جناب زینب (س) کے خطبوں میں قرآن کی تجلی

کوفہ و شام میں جناب زینب (س) کے خطبوں نے کفر، نفاق و ظلم و ستم کی بنیادوں کو ہلادیا اور حق کو آشکار کردیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب زینب (س) اور امام سجادؑ کے خطبوں کے بدولت ہی امام حسینؑ کی تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ کوفہ و شام میں آپ کے خطبوں نے ظلم و ستم کی حکومت کو ذلیل و خوار کیا اور امام حسینؑ کے قیام کو دنیا کے حریت پسندوں کے لئے ایک نمونہ بنادیا۔

کوفہ و شام میں جناب زینب (س) کے خطبوں کو سمجھنے سے پہلے ہمارے لئے اس ماحول کو سمجھنا ضروری ہے جس میں یہ خطبے دئے گئے ہیں۔ اتنی مصیبتوں کو برداشت کرنے کے بعد اور اسیری کی حالت

۱۔ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی، تاریخ الخلفاء، ص ۱۷۰
۲۔ محب الدین طبری، الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، ص ۹۵
۳۔ سید محمد حسین مؤمنی، فاطمہ زہرا بانوی بہشت، ص ۲۲
۴۔ شوشتری، الخصائص الحسینیہ، ترجمہ میرزا محمد حسین شہرستانی، ص ۳۳۵-۳۶۵
۵۔ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار (جلد ۴۳)، ص ۲۶۴
۶۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۴

میں تقریر کرنا اور وہ بھی ایسے شہر میں جہاں کبھی معلم و مفسر قرآن کی حیثیت سے آپ کا ایک نام رہا ہو، بہت مشکل کام ہے لیکن ان مصیبتوں اور حالات نے آپ کے دل و دماغ کو متاثر نہیں کیا اور آپ ایک خطیب و مفسر کی طرح تقریر کرتی ہیں اور آپ کی تقریر میں اتنی قاطعیت ہوتی ہے کہ پورا ماحول بدل جاتا ہے۔ آپ اپنی تقریر میں بار بار قرآنی آیتوں کا حوالہ دیتی ہیں[۱]۔

کوفہ میں جناب زینب (س) کا خطبہ

قَالَ بَشيرُ بن خُزَيمٍ الأسَدِیُّ : وَنَظَرْتُ اِلٰی زَیْنَبَ بِنتِ عَلِیٍّ علیهِ السَّلام یَوْمَئِذٍ وَلَمْ اَرَ وَاللهِ خَفِرَهً قَطُّ أنْطَقَ مِنهَا، کَاَنَّمَا تُفَرِّعُ عَنْ لِسَانِ أمیرِالْمُومِنِینَ عَلِیّ بنِ أبِی طَالِبٍ علیهِ السَّلام وَقَد أوْمَأتَ اِلَی النَّاسِ أنِ اسْکُتُوا فَارْتَدَّتِ الْاَنْفَاسُ وَ سَکَنَتِ الْاَجرَاسُ، ثُمَّ قَالَت:

اَلحَمْدُ لِلهِ وَالصَّلاةُ عَلَی أبِی مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّیِّبِینَ الْاَخیَارِ؛ أَمَّا بَعْدُ یَا أَهْلَ الکُوفَه ! یَا أهلَ الخَتْلِ وَ الغَدْرِ؛ أتَبْکُونَ؟! فَلا رَقَأتِ الدَّمْعَهُ وَلاَ هَدَأتِ الرَّنَّهُ! اِنَّمَا مَثَلُکُمْ کَمَثَلِ (الَّتِی نَقَضَت غَزْلَها مِن بَعدِ قُوَّةٍ أنْکاثاً تَتَّخِذُونَ ایمانَکُمْ دَخَلاً بَیْنَکُم) ألا وَهَل فِیْکُم اِلاَّ الصَّلِفُ وَالنَّطِفُ وَمَلقُ الاِمَاءِ، وَ غَمْزُ الأعْدَاءِ أو کَمَرْعَی عَلَی دِمْنَة، أو کَفِضَّة عَلَی مَلحُودَه؟ ! ألا سَاءَ مَا قَدَّمَتْ لَکُمْ أنفُسُکُم أن سَخِطَ اللهُ عَلَیْکُم وَ فِی مَلحُودَه؟!ای وَالله فَبکُوا کَثِیراً وَاضْحَکُوا قَلِیلاً؛ فَلَقَدْ ذَهَبْتُم بِعَارِهَا وَ شَنَآنِهَا، وَلَنْ تَرْحَضُوهَا بِغَسلٍ بَعْدَهَا أبداً، وَأنّی تَرحَضُونَ قَتْلَ سَلِیلِ خَاتَمِ الأَنبِیَاءِ وَسَیِّدِ شَبَابِ أهلِ الجَنَّةِ وَمَلَاذِ خِیَرَتِکُم وَمَفْزَعِ نَازِلَتِکُم وَمَنَار حَجَّتِکُم وَمَدَرةِ سَنَّتِکُم ؛ ألا سَاءَ مَاتَزِرُونَ وَ بُعداً لَکُم وَ سُحْقاً! فَلَقَدْ خَابَ وَضُرِبَتْ عَلَیْکُمُ الذِّلَةُ وَالَمسْکَنَةُ ، وَیْلَ لَکُم یا اهْلَ الکُوفَه ! أیَّ کَبِدٍ

۱۔ عبدالکریم، پاک نیا، خطبہ حضرت زینب در کوفہ وشام، ص۴۷-۴۸

لِرَسُولِ اللہِ فَرَیتُم، وَأیَّ کَرِیمَه لَهُ أبرَزْتُم، وَأیَّ دَم لَهُ سَفَكْتُم، وَأيَّ حُرمَة لَهُ اَنْتَهَكْتُم ؛(لَقَد جِئْتُم شَيْئاً اِدًّا تَكَادُ السَّمَاواتُ يَتَفطَّرْنَ مِنهُ وَتَنْشَقُّ الأرْضُ وَتَخِرُّ الجِبَالُ هَدّاً) لَقَدْ جِئتُم بِهِم صَلْعَاءَ عَنَقَاء سَوّاءَ فقمَاءَ (و فِی بَعضهَا خَرقَاءَ شَوهَاءَ) كَطِلاعِ الأرضِ وَمُلاءِ السَّمَاءِ، أفَعَجِبْتُم أن قَطَرَتِ السَّمَاءُ دَماً، وَلَعَذَابُ الآخِرَةِ اَخزَى وَاَنتُم لَاتُنصَرُونَ۔ فَلايَسْتَخِفَّنَّكُمُ المَهَلُ فَإنّه لَا تَحْفِزُهُ البِدَارُ، وَلايُخَافُ فَوتُ الثَّارِ ، وَاِنَّ رَبَّكُم لَبِالمِرصَادِ۔

قَالَ : فَوَاللہِ لَقَدْ رَأيتُ النَّاسَ يَومَئِذٍ حَيَارَى، يَبكُونَ وَقَد وَضَعُوا أيدِيَهُم فِي و رَأيتُ شَيخاً وَاقِفاً اِلَی جَنبِي، يَبكِي الكَهَلِ وَشَبَابُكَم خَيرُ الشَّبَابِ وَنِسَاؤُكُم خَيرُ النِّسَاءِ وَنَسْلُكُم خَيْرُ نَسْلِ لاَيُخزَى وَلا يُبزَى۔

ترجمہ: بشیر بن خزیم اسدی کہتا ہے: عاشورہ کے بعد اہل بیت کے اسیروں کو بازار کوفہ میں لایا گیا۔ اس دن میں زینب بنت علیؑ کو دیکھ رہا تھا؛ خدا کی قسم میں نے کبھی کسی خاتون کو خطابت میں ان کی طرح فصیح و بلیغ تقریر کرتے ہوئے نہیں دیکھا؛ گویا امیر المؤمنین علی بن ابیطالبؑ کی زبان سے بول رہی تھیں۔ آپ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر غضبناک لہجے میں فرمایا: "خاموش ہو جاؤ" ! تو نہ صرف لوگوں کا وہ ہجوم خاموش ہوا بلکہ اونٹوں کی گردن میں بندھی ہوئی گھنٹیوں کی آواز آنا بھی بند ہو گئی۔ پھر آپ نے فرمایا:

"تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں۔ درود وسلام ہو میرے جد محمدؐ اور آپ کے پاک خاندان اور اولاد پر۔ اے اہل کوفہ ! اے اہل فریب و مکر ! اب تم کیا روتے ہو؟ (خدا کرے) تمہارے آنسو کبھی خشک نہ ہوں اور تمہاری آہ و فغان کبھی بند نہ ہو ! تمہاری مثال اس عورت جیسی ہے جس نے بڑی محنت و جانفشانی سے محکم ڈوری بانٹی اور پھر خود ہی اسے کھول دیا اور اپنی محنت پر پانی پھیر دیا۔ تم منافقانہ طور پر ایسی جھوٹی قسمیں کھاتے ہو جن میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ تم جتنے بھی ہو سب کے سب بیہودہ گو، ڈینگ مارنے والے، پیکر فسق و فجور اور فسادی، کینہ پرور اور لونڈیوں کی طرح جھوٹے چاپلوس اور دشمنی کے غماز ہو۔ تمہاری

یہ کیفیت ہے کہ جیسے کثافت کی جگہ سبزی یا اس چاندی جیسی ہے جو دفن شدہ عورت کی قبر پر رکھی جائے۔

آگاہ رہو! تم نے بہت ہی برے اعمال کا ارتکاب کیا ہے جس کی وجہ سے خداوند عالم تم پر غضب ناک ہے۔ اس لئے تم اس کے ابدی عذاب و عتاب میں گرفتار ہو گئے۔ اب کیوں گریہ و بکا کرتے ہو؟ ہاں! بخدا البتہ تم اس کے سزاوار ہو کہ زیادہ روؤ اور ہنسو کم۔ تم امام علیہ السلام کے قتل کی عار و شنار میں گرفتار ہو چکے ہو اور تم اس دھبے کو کبھی دھو نہیں سکتے اور بھلا تم خاتم نبوت اور معدن رسالت کے سلیل (فرزند) اور جوانان جنت کے سردار، جنگ میں اپنے پشت و پناہ، مصیبت میں جائے پناہ، منارہ حجت، اور عالم سنت کے قتل کے الزام سے کیوں کر بری ہو سکتے ہو۔ لعنت ہو تم پر اور ہلاکت ہے تمہارے لئے، تم نے بہت ہی برے کام کا ارتکاب کیا ہے اور آخرت کے لئے بہت برا ذخیرہ جمع کیا ہے۔ تمہاری کوشش رایئگان ہو گئی اور تم برباد ہو گئے۔ تمہاری تجارت خسارے میں رہی اور تم خدا کے غضب کا شکار ہو گئے۔ تم ذلت و رسوائی میں مبتلا ہوئے۔

افسوس ہے اے اہل کوفہ تم پر! کچھ جانتے بھی ہو کہ تم نے رسول کے کس جگر کو پارہ پارہ کر دیا؟ اور ان کا کون سا خون بہایا؟ اور ان کی کون سی ہتک حرمت کی؟ اور ان کی کن مستورات کو بے پردہ کیا؟ تم نے ایسے اعمال شنیعہ کا ارتکاب کیا ہے کہ آسمان گر پڑیں، زمین شگافتہ ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ تم نے قتل امامؑ کا جرم شنیع کیا ہے جو پہنائی و وسعت میں آسمان و زمین کے برابر ہے۔ اگر آسمان سے خون برسا ہے تو تم تعجب کیوں کرتے ہو؟ یقیناً آخرت کا عذاب اس سے زیادہ سخت اور رسوا کن ہوگا۔ اور اس وقت تمہاری کوئی امداد نہ کی جائے گی۔ تمہیں جو مہلت ملی ہے اس سے خوش نہ ہو کیونکہ خداوند عالم بدلہ لینے میں جلدی نہیں کرتا کیونکہ اسے انتقام کے فوت ہو جانے کا خدشہ نہیں ہے۔ یقیناً تمہارا خدا اپنے نافرمان بندوں کی گھات میں ہے۔

بشیر بن خزیم اسدی کہتا ہے: خدا کی قسم! اس دن لوگ حیران و پریشان تھے اور رو رہے تھے۔ ایک ضعیف شخص کو میں نے دیکھا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی

اور وہ کہہ رہا تھا : تمہارے بوڑھے سب سے بہترین بوڑھے، تمہارے جوان سب سے بہترین جوان، تمہاری عورتیں سب سے بہترین عورتیں اور تمہاری نسل بہترین نسل ہے اور کبھی بھی ذلت وخواری سے دوچار نہ ہونگیں۔"

❖

ایک برائت سے خطبہ کا آغاز : کوفہ میں جناب زینب (س) کا خطبہ بغیر بسم اللہ کے آغاز ہوتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہر کام کا آغاز بسم اللہ سے ہوتا ہے جس سے اس کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے علاوہ کسی چیز میں بقا نہیں ہے اور جو کام اس کے نام سے شروع ہوگا اسے بقا حاصل ہوگی کیونکہ وہ خود ہمیشہ باقی رہنے والا اور فنا ناپذیر ہے[1]۔ رسول گرامی اسلامؐ نے ارشاد فرمایا:

کلُّ امرٍ ذی بال لَم یُذکر فیہِ اسمُ اللہِ فَهُوَ اَبتَر۔ ترجمہ: کوئی بھی کام اگر اللہ کے نام سے شروع نہیں ہوگا تو وہ ابتر رہ جائے گا۔[2]

اب یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب زینب (س) ان باتوں کو جانتے ہوئے بھی اپنے خطبہ کو بغیر بسم اللہ کے کیوں آغاز کرتی ہیں۔اس کا جواب ہمیں سورہ توبہ (برائت) میں مل جائے گا۔ سورہ توبہ واحد سورہ ہے جو بنا بسم اللہ کے شروع ہوتی ہے اور اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ بسم اللہ رحمت خداوندی کا مظہر ہے اور برائت و بیزاری کا اعلان رحمت کے ساتھ مناسب نہیں ہے[3]۔ حضرت علیؑ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ سورہ توبہ بسم اللہ سے شروع نہیں ہوتی کیونکہ بسم اللہ رحمت کی علامت ہے اور یہ سورہ رفع امان اور اعلان جنگ کے لئے نازل ہوئی ہے[4]۔

عالمہ غیر معلّمہ جناب زینب (س) نے سورہ توبہ سے استناد کرتے ہوئے اپنی تقریر کا بغیر بسم اللہ کے آغاز کیا کیونکہ آپ ایسے لوگوں کے درمیان تقریر کر رہی تھیں جنہوں نے اپنے عہد و پیمان کو توڑ کر مشرکین و منافقین سے عہد و پیمان کر لیا تھا۔ جناب زینب (س) اپنی تقریر کے آغاز میں ہی ایسے مشرکین سے اعلان برائت

۱۔ مراد علی، شمس، باعلامہ در المیزان (جلد ۱)، ص ۳۴۹

۲۔ بحار الانوار (جلد ۱۶)، باب ۵۸

۳۔ محمد حسین جعفری، گلستان سورہ ہا (جلد ۱)، ص ۶۸

۴۔ سید ہاشم بحرانی، البرہان فی تفسیر القرآن (جلد ۲)، ص ۷۲۷

کرتی ہیں جنہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر رسول خداؐ کی جانشینی کا دعوی کیا ہے۔ آپ اپنے کلام کو بسم اللہ کے بغیر آغاز کرتی ہیں کیونکہ اس قوم نے حجت خدا کے ساتھ ایسا سلوک کیا جس کی وجہ سے وہ دائمی عذاب کے مستحق ہوگئے۔

ہر حال میں اللہ تعالی کا شکر: جناب زینب (س) کی تقریر کا آغاز اللہ کی حمد و ثنا سے ہوتا ہے۔ الحمد للہ۔ قرآن مجید کی مختلف آیات میں اللہ تعالی کی حمد و ثنا کی گئی ہے، سورہ فاتحہ آیت نمبر ۲، سورہ انعام آیت نمبر ۴۵، سورہ اعراف آیت نمبر ۴۳ اور دوسری آیتیں۔ جناب زینب (س) کی تقریر کے اس حصہ میں قرآنی آیات کا انعکاس صاف طور پر دکھائی دے رہا ہے۔ جناب زینب (س) ایسے وقت میں اللہ تعالی کی حمد و ثنا کر رہی ہیں جب آپ کا سب کچھ لٹ چکا ہے لیکن یہ حمد و ثنا عرفان و عبودیت کی وجہ سے ہے۔ جب ابن زیاد ملعون نے کہا کہ دیکھا اللہ نے تمہارے بھائی کے ساتھ کیسا سلوک کیا تو آپ نے فرمایا: ما رایتُ الا جمیلاً۔ میں نے خوبصورتی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی معارف آپ کے وجود میں جگہ بنا چکا تھا جو آپ کے کلام سے ظاہر ہو رہا تھا کہ آپ ہر چیز کو اللہ سے متعلق جانتی ہیں اور ہر حال میں حمد و ثنا بجالاتی ہیں۔

عہد و پیمان توڑنا: اِنَّما مَثَلُکُم کَمَثَلِ الَّتی نَقَضَتْ غَزْلَها مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْکاثاً۔ تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جو اپنے دھاگے کو کاتنے کے بعد اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ جناب زینب (س) کے خطبہ کے اس حصہ میں سورہ نحل کی آیت نمبر ۹۲ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جہاں ارشاد ہوتا ہے:

> وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۔ ترجمہ: اور خبردار اس عورت کے مانند نہ ہو جاؤ جس نے اپنے دھاگہ کو مضبوط کاتنے کے بعد پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا- کیا تم اپنے معاہدے کو اس چالاکی کا ذریعہ بناتے ہو کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرے- اللہ تمہیں ان ہی باتوں کے ذریعہ آزمارہا ہے اور یقیناً روزِ قیامت اس امر کی وضاحت کر دے گا جس میں تم آپس میں اختلاف کر رہے تھے۔

یہ آیت وفائے عہد کے بارے اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں کی تعداد کم اور دشمنوں کی تعداد زیادہ تھی اور اس بات کا خطرہ تھا کہ بعض سست عقیدہ مسلمان اپنے عہد پیمان سے پلٹ جائیں لہٰذا اللہ تعالی انہیں اس آیت میں انتباہ کر رہا ہے[۱]۔ دوسری آیتوں میں بھی اس مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔[۲]

جناب زینب (س) کی تقریر بھی وفائے عہد اور اسے نہ توڑنے کے سلسلہ میں ہے جب کہ کوفیوں نے اپنے عہد و پیمان کو توڑا تھا۔ عہد و پیمان کی اہمیت کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے کہ رسول خدا ؐ نے فرمایا:

لا دین لمن لا عهد له۔ ترجمہ: جو شخص اپنے عہد کا پابند نہیں وہ دیندار نہیں ہے[۳]۔

جناب زینب (س) نے اپنے خطبہ کے اس حصہ میں قرآنی استنادات کے ساتھ کوفیوں کی عہد شکنی کو ظاہر کیا ہے۔

عہد توڑنے والوں کے لئے عذاب الٰہی: اَلَا ساءَ مَا قَدَّمَت لَکُم اَنفُسَکُم اَن سَخِطَ عَلَیکُم وَ فِی العَذابِ انتُم خَالِدونَ۔ ترجمہ: تمہارے نفس نے تمہارے لئے قیامت میں جو سامان پہلے سے فراہم کیا ہے وہ بہت برا ہے اور عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اسی مضمون کو متعدد قرآنی آیتوں میں بیان کیا گیا ہے:

تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ اللَّـهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ۔ ترجمہ: ان میں سے اکثر کو

۱۔ فضل بن حسن طبرسی، مجمع البیان (جلد ۳)، ص ۲۸۳

۲۔ وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّـهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّـهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَـٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ۔ ترجمہ: اور جو لوگ عہد خدا کو توڑ دیتے ہیں اور جن سے تعلقات کا حکم دیا گیا ہے ان سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں ان کے لئے لعنت اور بدترین گھر ہے۔ (سورہ رعد، آیت ۲۵)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ۔ ترجمہ: ایمان والو اپنے عہد و پیمان اور معاملات کی پابندی کرو۔ (سورہ مائدہ، آیت ۱)

۳۔ بحار الانوار (جلد ۶)، ص ۱۴۴

آپ دیکھیں گے کہ یہ کفار سے دوستی کرتے ہیں۔انہوں نے اپنے نفس کے لئے جو سامان پہلے سے فراہم کیا ہے وہ بہت برا سامان ہے جس پر خدا ان سے ناراض ہے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔[1]

❖

بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ ترجمہ: یقیناً جس نے کوئی برائی حاصل کی اور اس کی غلطی نے اسے گھیر لیا وہ لوگ اہل جہنم ہیں اور وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔[2]

❖

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۔ ترجمہ: اور جن کی نیکیوں کا پلہّ ہلکا ہوگا وہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے نفس کو خسارہ میں ڈال دیا ہے اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔[3]

عقیلہ خاندان وحی اپنے خطبہ میں قرآنی آیتوں سے الہام لیتے ہوئے عہد و پیمان توڑنے والوں کو متنبہ کرتی ہیں: اَلا ساءَ مایَذرونَ، اور یہ جان لو کہ تم نے بہت برا کیا۔ قرآن بھی اللہ تعالی کے بجائے دنیا کو پسند کرنے والوں کو اسی طرح انتباہ کرتا ہے۔ ارشاد ہورہا ہے:

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ۔ ترجمہ: بے شک ان لوگوں نے گھاٹا اٹھایا ہے جنہوں نے اللہ کی بارگاہ میں حاضری کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ جب اچانک قیامت آجائے گی تو وہ لوگ کہیں گے ہائے

۱۔ سورہ مائدہ، آیت ۸۰
۲۔ سورہ بقرہ، آیت ۸۱
۳۔ سورہ مؤمنون، آیت ۱۰۳

افسوس، ہم سے اس کے بارے میں کیسی کوتاہی ہوئی؟ اور وہ اپنے (گناہوں کے) بوجھ اپنی پشتوں پر اٹھائے ہوں گے۔ کیا برا بوجھ ہے جو وہ اٹھائے ہوئے ہیں۔[۱]

خواری و ذلت ظالموں کا مقدر: وَ بؤتُم بِغَضَبٍ مِنَ اللہ وَ ضُرِبَت عَلَیکُمُ الذِّلَّۃَ وَالمَسکَنَۃ۔ ترجمہ: بے شک تم اللہ تعالیٰ کے غضب سے دوچار ہوئے اور ذلت و مسکنت تم پر سایہ فگن ہو گئی۔

جناب صدیقہ صغریٰ اپنے خطبہ میں قرآنی آیتوں سے استناد کرتے ہوئے کوفیوں کو ان کے انجام کے بارے میں بتاتی ہیں۔ بعض قرآنی آیتوں میں بھی اس مسئلہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ۔ ترجمہ: اب ان پر ذلّت اور محتاجی کی مار پڑ گئی اور وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہو گئے۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ یہ لوگ آیات الٰہی کا انکار کرتے تھے اور ناحق انبیائے خدا کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ یہ سب نافرمان تھے اور ظلم کیا کرتے تھے۔[۲]

❖

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ۔ ترجمہ: ان پر ذلّت کے نشان لگا دیئے گئے ہیں یہ جہاں بھی رہیں مگر یہ کہ خدائی عہد یا لوگوں کے معاہدہ کی پناہ مل جائے، یہ غضبِ الٰہی میں رہیں گے اور ان پر مسکنت کی مار رہے گی۔ یہ اس لئے ہے کہ یہ آیات الٰہی کا انکار کرتے تھے اور ناحق انبیاء کو قتل کرتے تھے۔ یہ اس لئے کہ یہ نافرمان تھے اور زیادتیاں کیا کرتے تھے۔[۳]

۱۔ سورہ انعام، آیت ۳۱

۲۔ سورہ بقرہ، آیت ۶۱

۳۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۱۲

کوفیوں کے گناہ اور جرم پر تاکید: آپ کوفیوں کی عہد شکنی اور ان کے مستحق عذاب ہونے کے بارے گفتگو کرنے کے بعد ایک بار پھر کوفیوں کے جرم اور گناہ کو قرآنی حوالوں کے ساتھ اس طرح بیان فرماتی ہیں: اَیّ کریمة لَهُ ابْرَزْتُم وَاَی دَم لَهُ سَفَكْتُم وَ اَیّ حُرْمة له اِنتَهَكْتُم۔ ترجمہ: کس طرح تم نے عصمت و طہارت کی ناموس کو پردہ سے باہر نکالا۔ کس طرح رسول خداؐ کے خون کو بہایا اور ان کی حرمت کو پامال کیا۔

آپ اپنے خطبہ کے دوسرے حصہ میں اس بات کو قرآنی آیت سے اخذ کرتی ہیں جہاں ارشاد ہوتا ہے:

> لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا (۸۹) تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۔ ترجمہ: یقیناً تم لوگوں نے بڑی سخت بات کہی ہے۔ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ پڑے اور زمین شگافتہ ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں۔[۱]

یہ عبارت قرآن میں کافروں کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ پہلے قرآن کافروں کے اس قول کو نقل کرتا ہے کہ خدا صاحب فرزند ہے اور پھر سخت الفاظ میں ان کی مذمت کرتا ہے اور کہتا ہے کتنی بری بات تم نے زبان پر لائی ہے، قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ پڑے اور زمین شگافتہ ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں[۲]۔ گویا پوری ہستی جو توحید کی بنیاد پر قائم ہے، اس غلط انتساب سے وحشت و اضطراب میں ہے[۳]۔ یہ واحد آیت ہے جسے مکمل طور پر جناب زینب(س) نے اس خطبہ میں بیان فرمایا ہے۔ آیت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوفیوں کا یہ عمل اس حد تک برا تھا کہ پوری کائنات وحشت و اضطراب میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

ذلیل کرنے والے عذاب سے ظالموں کو کوئی بچا نہیں سکتا: اَفَعَجَبْتُم اَن قَطَرَت السّماءُ دماً و لِعَذابُ الاخرة اُخری وَ هُم لایُنصرون۔ ترجمہ: کیا تم کو تعجب ہو رہا ہے کہ آسمان خون کے آنسو رو رہا ہے، جب کہ آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کرنے والا ہے اور وہاں کوئی تمہاری مدد نہیں کرے گا۔

۱۔ سورہ مریم، آیت ۸۹-۹۰
۲۔ سید محمد علی طباطبائی، تجلی قرآن در کلام حضرت زینب، ص ۷۳
۳۔ مکارم شیرازی، ناصر، برگزیدہ تفسیر نمونہ (ج ۳)، ص ۱۰۶

خطبہ کے اس حصہ میں جناب زینب(س) قرآن کی اس آیت کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ ظالموں کی مدد نہیں کی جائے گی:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۔ ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کو دے کر دنیا خرید لی ہے اب نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔[1]

❖

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنصَرُونَ ۔ ترجمہ: اور ہم نے ان لوگوں کو جہنم کی طرف دعوت دینے والا پیشوا قرار دے دیا ہے اور قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔[2]

لیکن اس حصہ کا اصل استناد سورہ فصلت کی سولہویں آیت ہے:

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ ۖ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ۔ ترجمہ: تو ہم نے بھی ان کے اوپر تیز و تند آندھی کو ان کی نحوست کے دنوں میں بھیج دیا تاکہ انہیں زندگانی دنیا میں بھی رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائیں اور آخرت کا عذاب تو زیادہ رسوا کن ہے اور وہاں ان کی کوئی مدد بھی نہیں کی جائے گی۔

آپ تاکید کرتی ہیں کہ قیامت کے دن کوفیوں کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی اور ان پر ذلیل کرنے والا عذاب نازل ہوگا۔

اللہ تعالی ظالموں کی تاک میں ہے: جناب زینب(س) اپنے خطبہ کے آخری حصہ میں سورہ فجر کی چودھویں آیت سے استفادہ کرتے ہوئے کوفیوں کو مخاطب کرتی ہیں: ان ربک لبالمرصاد۔ اس آیت میں

۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۸٦

۲۔ سورہ قصص، آیت ۴۱

اللہ تعالی یہ اعلان کرتا ہے کہ اس کی ذات اور اس کے فرشتے انسان کو احاطہ کئے ہوئے ہیں اور ظالموں کی سازشوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

دربار شام میں جناب زینب (س) کا خطبہ

شام کے دربار میں بھی جناب زینب (س) نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس سے امام حسینؑ کے قیام کے اہداف و مقاصد اور زیادہ واضح ہوتے ہیں۔ یہ خطبہ کوفہ کے خطبہ سے زیادہ طویل ہے اور اس میں قرآنی استنادات بھی زیادہ ہیں جس سے آپ کی قرآن دانی ظاہر ہوتی ہے۔ ہم یہاں پر پہلے اس خطبہ کے متن کو پیش کرتے ہیں اور پھر اس کی تفسیر بیان کریں گے:

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِين) وَصَلَّى اللهُ عَلَى جَدِّى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ (صَدَقَ اللّٰهُ) سُبْحَانَهُ كَذَلِكَ يَقُولَ: (ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاؤُا السّوای أن كَذَّبُوا بآياتِ اللهِ وَكانُوا بِهَا يَسْتَهْزِؤُنَ) أَظَنَنْتَ يَا يَزِيدُ حِيْنَ أَخَذْتَ عَلَيْنَا اَقْطَارَ الارْضِ وَضَيِّقْتَ عَلَينَا آفَاقَ السَّمَاءِ فَأَصْبَحْنَا لَكَ فِى اِسَارٍ نُسَاقُ اِلَيْكَ سَوقاً فِى قِطَار وَاَنْتَ عَلَيْنَا ذُواِقْتِدَار، أَنَّ بِنَا مِنَ اللهِ هَوَاناً وَعَلَيكَ مِنهُ كَرَامَةً وَامْتِنَاناً وَأَنَّ ذٰلِكَ لِعِظَمِ خَطَرِكَ وَجَلَالِه قَدرِكَ ! فَشَمَخْتَ بِأَنْفِكَ وَنظَرْتَ فِى عِطْفٍ، تَضْرِبُ أَصدَرَيكَ فَرِحاً وَتَنْفُضُ مِدرَوَيكَ مَرِحاً حِيْنَ رَأَيْتَ الدُّنيَا وَخَلَص لَكَ سُلطَانُنَا۔ فَمَهْلاً مَهلاً! لاَ تَطِش جَهْلاً! أَنَسِيْتَ قَولَ اللهِ: (وَلا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اِنَّمَا نُمْلِي لَهُم خَيرٌ لِاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِي لَهُم لِيَزدَادُوا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ)

أَمِنَ العَدلِ يَا ابْنَ الطُّلَقَاءِ تَخْدِيرُكَ حَرَائِرَكَ وَسَوقُكَ بَنَاتِ رَسُولِ اللهِ سَبَايَا؟ قَد هَتَكْتَ سَتورَهُنَّ وَأَبْدَيْتَ وُجوهَهُنَّ يَحْدَو بِهِنَّ الأَعْدَاءُ مِنْ بَلَدٍ الَى بَلَدٍ وَيَسْتَشْرِفُهُنَّ أَهْلُ المَنَاقِلِ وَ يَبْرَزْنَ لِاَهْلِ المَنَاهِلِ وَيَتَصَفَّحُ وُجُوهَهُنَّ القَرِيبُ وَالبَعِيدُ ، وَالغَائِبُ وَالشَّهِيدُ، وَالشَّرِيفُ وَ الوَضِيعُ وَالدَّنِيُّ وَالرَّفِيعُ ؛ لَيْسَ مَعَهُنَّ مِنْ رِجَالِهِنَّ وَلِيٌّ وَلا مِن حُمَاتِهِنَّ حَمِيمٌ؛ عَتَوًّا مِنكَ عَلَى اللهِ ، وَجَحُوداً لِرَسُولِ اللهِ ، وَ دَفعاً لِمَا

جاءَ بِه مِن عِندِ اللهِ وَلَا غَزْوَ مِنْکَ وَلَاعَجَبَ مِن فِعْلِکَ ؛ وَ أَنّی یُرتَجی مُرَاقَبَهُ مَن لَفَظَ فوهُ أَکْبادَ الشُّهدَاءِ، وَنَصَبَ الحَرْبَ لِسَیِّدِ الأنْبِیاء وَجَمَعَ الأحْزَابَ وَ شَهرَ الحِرَابَ وَهَزَّ السُّیُوف فِی وَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلی اللهُ عَلیهِ وَآله أشَدُّ العَرَب لِلّهِ جُحُوداً وَ أنْکَرُهُم لَهُ رَسُولاً، وَأظْهَرُهُم لَهُ عَدْوَاناً، وَأعْتَاهُم عَلَی الرَّبِّ کُفْراً وَطُغْیَاناً ، اِلّا اِنَّهَا نَتِیجَةُ خِلالِ الْکُفرِ وَضَبٌّ یُجَرْجِرُ فِی الصَّدْرِ لِقَتْلَی یَومِ بَدرٍ فَلا یَسْتَبْطِئُ فِی بُغْضِنَا أهْلَ الْبَیْتِ مَن کَانَ نَظَرُهُ اِلَیْنَا شَنَفَاً وَشَنَاناً، وَأحْنَاوشَ ضَغْنَاً؛ یَظْهرُ کُفْرَهُ بِرَسُولِهِ ، وَیُفْصِحُ ذَلِکَ بِلِسَانِهِ ، وَهُوَ یَقُولُ فَرِحاً بِقَتْلِ وُلْدِهِ وَسَبیِ ذُرّیَتِهِ ،غَیرَ مُتَحَوّب وَلَامُسْتَعْظِم:

لَاهَلُّوا فَرَحاً وَاستَهلُّوا فرحا وَلَقَالُوا یَا یَزِیدُ لَاتُشَلَ

مَنْتَحِیاً عَلَی ثَنَایَا أبِی عَبْدِاللهِ وَکَانَ مُقَبَّلَ رَسُولِ اللهِ؛ تَنْکُتُهَا بِمِخْصَرتِهِ، وَاستَأصَلْتَ الشَّافَهَ، بِاِرَاقَتِکَ دَمَ سَیِّدِ شَبَابِ أهلِ الجَنَّهِ، وَابْنِ یَعسُوبِ العَرب، وَشَمسِ آلِ عَبْدِالمُطَّلِبِ؛ وَهَتَفْتَ بِأشیَاخِکَ وَتَقَرَّبْتَ بِدَمِهِ اِلَی الکَفَرَهِ مِن أسْلَافِکِ ، ثُمَّ صَرَخْتَ بِنِدَائِکَ وَلَعَمرِی قَد نَادَیتَهُم لَو شَهِدُوکَ وَ وَشِیکاً تَشْهَدُهُم وَ لَتَوَدُّ یَمِینَکَ کَمَا زَعَمْتَ شُلَّتْ بِکَ عَنْ مِرْفَقِهَا، وَأحْبَبْتَ أمّکَ لَم تَحْمِلْکَ وَأبَاکَ لَمَ یَلِدْ کَ، حِینَ تَصِیرُ اِلَی سَخَطِ اللهِ ، وَمُخَاصِمُکَ وَمخَاصِمُ أبِیکَ رَسُولُ اللهِ، اَللّٰهُمَّ خُذ بِحَقِّنَا وَأنْتَقِم مِن ظَالِمِنَا وَأحْلِلِ غَضَبَکَ بَمَن سَفَکَ دِمَاءَنَا، وَنَقَضَ ذِمَامَنَا، وَقَتَلَ حَمَاتَنَا، وَهَتَکَ عَنَّا سُدَولَنَا، (**وَفَعَلْتَ فَعَلَتَكَ الّتی فَعَلْتَ**) وَمافَرَیْتَ اِلّا جِلْدَکَ وَمَا جَزَزْتَ اِلّا لَحْمَکَ وَسَتَرِدُ عَلَی رَسُولِ اللهِ بِمَا تَحَمَّلْتَ مِن ذُرّیَتِهِ حَیثُ یَجْمَعُ بِهِ شَمْلَهُم وَیَلُمُّ بِه شَعَثَهُم وَیَنْتَقِمُ مِن ظَالِمِهِم، وَیَأخَذَ لَهُم بِحَقِّهِم مِنْ أعْدَائِهِم، وَلَایَسْتَفِزّنَکَ الفَرَحَ بِقَتْلِهِ، (**وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوا فِی سَبِیلِ اللهِ اَمْوَاتاً بَلْ أَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِم یُرْزَقُون فَرِحِینَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِن فَضْلِه**)

وَحَسْبُکَ بِاللهِ وَلِیًّا وَحَاکِماً وَبِرَسُولِ اللهِ خَصِیماً وَبِجبرئیلَ ظَهِیرًا وَسَیَعْلَمُ مَنْ بَوَّاکَ وَ مَکَّنَکَ مِن رِقَابِ المسْلِمِینَ، أَنْ(**بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدلاً**) وَأَنَّکُم (**شَرٌّ مَکاناً وَ أَضَلُّ سَبِیلاً**) وَمَا اسْتِصْغَارِی قَدْرَکَ، وَلَا اسْتِعْظَامِی تَقْرِیعَکَ، تَوَهُّمَاً لاَنْتِجَاعِ الخِطَابِ فِیکَ ، بَعْدَ أَنْ تَرَکْتَ عُیُونَ المُسْلِمِینَ بِهعَیرَی وَ صُدُورَهُم عِندَ ذِکرِهِ حَرّی، فَتِلْکَ قُلُوبٌ قَاسِیَةٌ،وَ نُفُوسٌ طَاغِیَةٌ وَأجْسَامٌ مَحْشُوَّةٌ بِسَخَطِ اللهِ وَلَعْنَةِ الرَّسُولِ ، قَد عَشَّشَ فیهِ الشَّیْطَانُ وَفَرَّخَ، وَمَن هُنَاکَ مِثْلُکَ مَا دَرَجَ وَ نَهَضَ.

فَاالْعَجَبَ کُلُّ العَجَبِ لِقَتْلِ الأتْقِیَاءِ وَأسْبَاطِ الأَنْبِیَاءِ وَسَلِیلِ الأوصِیَاءِ، بِأَیْدِی الطُّلَقَاءِ الخَبِیثَهِ وَ نَسلِ العَهَرَةِ الفَجَرَهِ؛ تَنْطِفُ أَکُفُّهُم مِن دِمَائِنَا وَتَتَحَلَّبُ أفوَاهَهُم مِن لَحَومِنَا؛ وَلِلجُثَثِ الزَّاکیه عَلی الجَبوبِ الضَّاحِیَهِ، تَنْتَابُهَا العَوَاسِلُ، وَتَعَفُرهَا الفَرَاعِلُ ، فَلَئِنِ اتَّخَذْتَنَا مَغْنَماً، لَتَتَّخِذُنا وَ شِیکاً مَغْرَماً، حِینَ لاتَجِدُ اِلّا مَا قَدَّمَتْ یَداکَ وَمَا اللهُ بِظَلاَّمٍ لّلعَبِیدِ وَ اِلَی اللهِ المَشْتَکِیَ وَالمُعَوَّلُ ، وَاِلیهِ المَلْجا وَالمؤَمَّلُ.

ثُمَّ کِد کَیدَکَ وَاجْهَد جَهْدَکَ ، فَوَالَّذِی شَرَّفَنَا بِالوَحْیِ وَالکِتَابِ وَالنُّبُوَّةِ وَالاِنْتِجابِ، لاتَدْرِکُ أمَدَنَا وَلَا تَبْلُغُ غَایَتَنَا وَلَا تَمْحَو ذِکْرَنَا وَلَا تَرْحَضُ عَنْکَ عَارُنَا وَهَل رَأیُکَ أَلّا فَنَدٌ وَ أیَامُکَ اِلّا عَدَدٌ وَجَمْعُکَ الّا بَدَدٌ، یَومَ یُنَادِی المُنَادِی : اِلَا لُعِنَ الظَّالِمُ العَادی.

وَالْحَمْدُ للهِ الَّذِی حَکَمَ لِأولِیَائِهِ بِالسَّعَادَةِ وَخَتَمَ لِأوصِیَائهِ ببُلُوغِ الارَادَهِ؛ نَقَلَهُم اِلَی الرَّحمَهِ وَالرَّأفهِ وَ الرِّضوَانِ وَالمَغْفِرهِ،وَلَم یَشق بِهِم غَیرُکَ وَلَا ابْتَلَی بِهِم غَیرُکَ ، وَلَا ابْتَلَی بِهِم سِوَاکَ وَ نَسَألُهُ أن یُکْمِلَ لَهُمُ الأجْرَ، وَیُجْزِلَ لَهُمُ الثَّوَابَ وَالذُّخرَ وَنَسألُهُ حَسنَ الخِلَافهِ وَ جَمِیلَ الانَابَه؛ اِنَّهُ رَحِیمٌ وَدُود (**حَسْبُنَا اللهُ وَنِعمَ الوَکِیلُ**)

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو کائنات کا پروردگار ہے۔ اور خدا کی رحمتیں نازل ہوں پیغمبر اکرمؐ پر اور ان کی پاکیزہ عترت و اہل بیت پر۔ اما بعد! بالآخر براہے ان لوگوں کا جنہوں نے اپنے دامن حیات کو برائیوں کی سیاہی سے داغدار کرکے اپنے خدا کی آیات کی تکذیب کی اور آیات پروردگار کا مذاق اڑایا۔ اے یزید! کیا تو سمجھتا ہے کہ تو نے ہم پر زمین کے گوشے اور آسمان کے کنارے تنگ کردئے ہیں اور کیا آل رسول کو رسیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر دربدر پھرانے سے تو خدا کی بارگاہ میں سرفراز اور ہم رسوا ہوئے ہیں۔ کیا تیرے خیال میں ہم مظلوم ہو کر ذلیل ہوگئے اور تو ظالم بن کر سربلند ہوا ہے۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ ہم پر ظلم کرکے خدا کی بارگاہ میں تجھے شان و مقام حاصل ہو گیا ہے۔ آج تو اپنی ظاہری فتح کی خوشی میں سرمست ہے اور ناک بھوں چڑھاتا ہوا مسرت و شادمانی سے سرشار ہو کر اپنے غالب ہونے پر اترارہا ہے۔ اور زمامداری کے ہمارے مسلّمہ حقوق کو غصب کرکے خوشی و سرور کا جشن منانے میں مشغول ہے۔ اپنی غلط سوچ پر مغرور نہ ہو اور ذرا دم لے۔

کیا تو نے خدا کا یہ فرمان بھلادیا کہ حق کا انکار کرنے والے یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے جو انہیں مہلت دی ہے وہ ان کے لئے بہتر ہے۔ بلکہ ہم نے اس لئے ڈھیل دے رکھی ہے کہ جی بھر کر اپنے گناہوں میں اضافہ کرلیں۔ اور ان کے لئے خوفناک عذاب معین و مقرر کیا جاچکا ہے۔

اے طلقا کے بیٹے! کیا یہ تیرا انصاف ہے کہ تو نے اپنی مستورات اور لونڈیوں کو چار دیواری کا تحفظ فراہم کرکے پردے میں رکھا ہے۔ جب کہ رسول زادیوں کو سر برہنہ در بدر پھرا رہا ہے۔ تو نے مخدرات عصمت کی چادریں لوٹ لیں اور ان کی بے حرمتی کا مرتکب ہوا۔ تیرے حکم پر اشقیاء نے رسول زادیوں کو بے نقاب کرکے شہر بہ شہر پھرایا۔ تیرے حکم پر دشمنان خدا اہل بیت رسول خداؐ کی پاک دامن مستورات کو ننگے سر لوگوں کے ہجوم میں لے آئے اور لوگ رسول زادیوں کے کھلے سر دیکھ کر ان کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اور دور و

نزدیک کے رہنے والے سب لوگ ان کی طرف نظریں اٹھااٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ اور ہر شریف وکمینے کی نگاہیں ان پاک بی بیوں کے ننگے سروں پر جمی ہیں۔

آج رسول زادیوں کے ساتھ ہمدردی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔آج ان قیدی مستورات کے ساتھ ان کے مرد موجود نہیں ہیں جو ان کی سرپرستی کریں۔ آج آل محمد کا معین ومددگار کوئی نہیں ہے۔اس شخص سے بھلائی کی توقع ہی کیا ہو سکتی ہے جو اس خاندان کا چشم وچراغ ہو جس کی بزرگ خاتون (یزید کی دادی) نے پاکیزہ لوگوں کے جگر چبا کر تھوک دیا۔ وہ شخص کس طرح ہم اہل بیت پر مظالم ڈھانے میں کمی کر سکتا ہے جو بغض وعداوت اور کینہ سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ ہمیں دیکھتا ہے۔

اے یزید! کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کرنے اور اتنے بڑے گناہ کو انجام دینے کے باوجود فخر ومباہات کرتا ہوا یہ کہہ رہا ہے کہ میرے اسلاف اگر موجود ہوتے تو ان کے دل باغ باغ ہو جاتے اور مجھے دعائیں دیتے ہوئے کہتے کہ یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں۔

اے یزید! کیا تجھے حیا نہیں آتی کہ تو جوانان جنت کے سردار حسین بن علی کے دندان مبارک پر چھڑی مار کر ان کی بے ادبی کر رہا ہے۔

اے یزید! تو کیوں نہ خوش ہو اور فخر ومباہات کے قصیدے پڑھے کیونکہ تو نے اپنے ظلم واستبداد کے ذریعہ ہمارے دلوں کے زخموں کو گہرا کر دیا ہے اور شجرہ طیبہ کی جڑیں کاٹنے کے گھناؤنے جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ تو نے اولاد رسولؐ کے خون میں اپنے ہاتھ رنگیں کئے ہیں۔تو نے عبدالمطلب کے خاندان کے نوجوانوں کو تہہ تیغ کیا ہے جن کی عظمت وکردار کے چمکتے ستارے زمین کے گوشہ گوشے کو منور کئے ہوئے ہیں۔ آج تو آل رسولؐ کو قتل کر کے اپنے بدنہاد اسلاف کو پکار کر انہیں اپنی فتح کے گیت سنانے میں منہمک ہے۔

تو عنقریب اپنے ان کافر بزرگوں کے ساتھ مل جائے گا اور اس وقت اپنی گفتار وکردار پر پشیمان ہو کر یہ آرزو کرے گا کہ کاش میرے ہاتھ شل ہو جاتے اور میری زبان بولنے سے عاجز ہوتی اور میں نے جو کچھ کیا اور کہا اس سے باز رہتا۔

اے یزید! تو نے جو ظلم کیا ہے، وہ اپنے ساتھ کیا ہے، تو نے کسی کی نہیں بلکہ اپنی ہی کھال چاک کی ہے اور تو نے کسی کا نہیں بلکہ اپنا ہی گوشت کاٹا ہے۔ تو رسول خداؐ کے سامنے ایک مجرم کی صورت میں لایا جائے گا اور تجھ سے تیرے اس گھناؤنے جرم کی بازپرس ہوگی کہ تو نے اولاد رسولؐ کا خون ناحق کیوں بہایا اور رسول زادیوں کو دربدر کیوں پھرایا نیز رسولؐ کے جگر پاروں کے ساتھ ظلم کیوں روا رکھا۔

اے یزید! یاد رکھ کہ خدا آل رسولؐ کا تجھ سے انتقام لے کر ان مظلوموں کا حق انہیں دلائے گا اور انہیں امن وسکون کی نعمت سے مالامال کردے گا۔ خدا کا فرمان ہے کہ تم گمان نہ کرو کہ جو لوگ راہ خدا میں مارے گئے وہ مر گئے ہیں بلکہ وہ ہمیشہ کی زندگی پا گئے اور بارگاہ الٰہی سے روزی پا رہے ہیں۔

اے یزید! یاد رکھ کہ تو نے جو ظلم آل محمد پر ڈھائے ہیں اس پر رسول خداؐ عدالت الٰہی میں تیرے خلاف شکایت کریں گے اور جبرئیل امین آل رسولؐ کی گواہی دیں گے۔ پھر خدا اپنے عدل و انصاف کے ذریعہ تجھے سخت عذاب میں مبتلا کردے گا۔ اور یہی بات تیرے برے انجام کے لئے کافی ہے۔

عنقریب وہ لوگ بھی اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے جنہوں نے تیرے لئے ظلم واستبداد کی بنیادیں مضبوط کیں اور آمرانہ سلطنت کی بساط بچھا کر تجھے اہل اسلام پر مسلط کردیا۔ ان لوگوں کو بہت جلد معلوم ہوجائے گا کہ ستمگروں کا انجام برا ہوتا ہے اور کس کے ساتھی ناتوانی کا شکار ہیں۔

اے یزید! یہ گردش ایام اور حوادث روزگار کا اثر ہے کہ مجھے تجھ جیسے بدنہاد سے ہمکلام ہونا پڑ رہا ہے لیکن یاد رکھ میری نظر میں تو ایک نہایت پست شخص ہے جس سے کلام کرنا شریفوں کی توہین ہے۔ میری اس جرات سخن پر تو مجھے اپنے ستم کا نشانہ ہی کیوں نہ بنادے لیکن میں اسے ایک عظیم امتحان اور آزمائش سمجھتے ہوئے صبر واستقلال اختیار کروں گی اور تیری بدکلامی وبدسلوکی میرے عزم واستقلال پر اثرانداز نہیں ہوسکتی۔

اے یزید! آج ہماری آنکھیں اشکبار ہیں اور سینوں میں آتش غم کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔افسوس تو اس بات پر ہے کہ شیطان کے ہم نواؤں اور بدنام لوگوں نے رحمان کے سپاہیوں اور پاکباز لوگوں کو تہہ تیغ کرڈالا ہے۔اور ابھی تک اس شیطانی ٹولے کے ہاتھوں سے ہمارے پاک خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ان کے ناپاک دہن ہمارا گوشت چبانے میں مصروف ہیں اور صحرا کے بھیڑئے ان پاکباز شہیدوں کے مظلوم لاشوں کے ارد گرد گھوم رہے ہیں اور جنگل کے نجس درندے ان پاکیزہ جسموں کی بے حرمتی کررہے ہیں۔

اے یزید! اگر آج تو ہماری مظلومیت پر خوش ہورہا ہے اور اسے اپنے دل کی تسکین کا باعث سمجھ رہا ہے تو یاد رکھ کہ جب قیامت کے دن اپنی بدکرداری کی سزا پائے گا تو اس کا برداشت کرنا تیرے بس سے باہر ہوگا۔خدا عادل ہے اور وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے۔ہم اپنی مظلومیت کو اپنے خدا کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ہر حال میں اس کی عنایات اور عدل وانصاف پر ہمارا بھروسہ ہے۔

اے یزید! تو جتنا چاہے مکر وفریب کرلے اور بھرپور کوشش کرکے دیکھ لے مگر تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تو نہ تو ہماری یاد لوگوں کے دلوں سے مٹاسکتا ہے اور نہ ہی وحی الٰہی کے پاکیزہ آثار کو محو کرسکتا ہے۔

تو نے جس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا ہے اس کا بدنما داغ اپنے دامن سے نہیں دھوسکتا۔تیرا نظریہ نہایت کمزور اور گھٹیا ہے۔تیری حیات اقتدار میں گنتی کے چند دن باقی ہیں۔تیرے ساتھی تیرا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔تیرے پاس اس دن کے لئے حیرت و پریشانی کے سوا کچھ نہیں ہے جب منادی ندا کرے گا ظالم لوگوں پر خدا کی لعنت ہے۔

ہم خدائے قدوس کی بارگاہ میں سپاس گزار ہیں کہ ہمارے خاندان کے پہلے فرد کو سعادت و مغفرت سے بہرہ مند فرمایا اور ہمارے آخری کو بھی شہادت و رحمت کی نعمتوں سے نوازا۔ہم بارگاہ ایزدی میں دعا کرتے ہیں کہ ہمارے شہیدوں کے اجر و ثواب میں اضافہ و تکمیل فرمائے اور ہم باقی سب افراد کو اپنی عنایتوں سے نوازے،

بے شک خدا ہی رحم کرنے والا اور حقیقی معنوں میں مہربان ہے۔خدا کی عنایتوں کے سوا ہمیں کچھ مطلوب نہیں اور ہمیں صرف اسی کی ذات پر بھروسہ ہے اس لئے کہ اس سے بہتر کوئی سہارا نہیں ہے۔"

❖

یہ خطبہ بھی دوسرے خطبہ کی طرح بغیر بسم اللہ کے آغاز ہوتا ہے اور اس کی وجہ اس سے پہلے بیان کی جاچکی ہے۔یہاں پر ہم اس خطبہ میں موجود قرآنی استنادات کو پیش کریں گے۔

بدکاروں کا انجام: جناب زینب(س) یزید اور یزیدیوں کو اور ان لوگوں کو مخاطب کرتی ہیں جنھوں نے اللہ کی نشانیوں کی جن میں امام معصوم بھی شامل ہے، تکذیب کی اور ان کو شہید کرکے ان کے اہل بیت کو اسیر کیا۔آپ قرآنی آیت سے استناد کرتے ہوئے اس ظالم گروہ کا انجام بتاتی ہیں:

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ ۔
ترجمہ: اس کے بعد برائی کرنے والوں کا انجام برا ہوا کہ انہوں نے خدا کی نشانیوں کو جھٹلادیا اور برابر ان کا مذاق اڑاتے رہے۔[1]

اس آیت میں کافروں کے کفر کا آخری مرحلہ بیان ہوا ہے۔گناہ دیمک کی طرح روح ایمان کو کھاجاتا ہے اور ایک مرحلہ وہ آتا ہے جب انسان آیات الٰہی کی تکذیب کرنے لگتا ہے اور کوئی بھی وعظ و نصیحت و انذار مؤثر واقع نہیں ہوتا ہے اور عذاب الٰہی کے دردناک تازیانہ کے علاوہ کوئی راستہ نہیں بچتا ہے۔[2] مذکورہ آیت سے پہلے کی آیات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ جناب زینب(س) اس آیت کی تلاوت کرکے کتنی ظرافت سے ظالموں کو ان کے انجام کے بارے میں بتاتی ہیں۔

کافروں کو مہلت دینا: جناب زینب(س) اسی خطبہ میں سورہ آل عمران کی ۱۷۸ آیت کی تلاوت فرماتی ہیں:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ۔ ترجمہ: اور خبردار یہ کفاّر یہ نہ سمجھیں کہ ہم جس قدر راحت وآرام

۱۔سورہ روم،آیت ۱۰
۲۔مکارم شیرازی،برگزیدہ تفسیر نمونہ (جلد ۳)، ص۶۱

دے رہے ہیں وہ ان کے حق میں کوئی بھلائی ہے۔ ہم تو صرف اس لئے دے رہے ہیں کہ جتنا گناہ کر سکیں کرلیں ورنہ ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

یہ آیت مشرکان مکہ کے لئے نازل ہوئی ہے اور اللہ فرماتا ہے کہ کافروں کو مہلت دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ وہ عذاب الٰہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔[1] اس استناد کی خاص بات، آیت کی شان نزول ہے۔ یہ آیت ابوسفیان جو کہ یزید کا دادا تھا اور مکہ کے دوسرے مشرکوں کے لئے نازل ہوئی ہے اور جناب زینب (س) نے دربار شام میں اس آیت کی تلاوت فرما کر اس کی شان نزول کو دوبارہ زندہ کر دیا اور ابوسفیان کے پوتے یزید کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس وقتی مہلت سے خوش نہ ہو کیونکہ عنقریب اللہ تعالیٰ کا عذاب تیرے شامل حال ہوگا اور ذلت و رسوائی تیرا مقدر بنے گا۔

شہدائے کربلا کا رتبہ: یزید ملعون کچھ کفر آمیز اشعار پڑھتا ہے اور کہتا ہے کاش قریش کے بزرگ ہوتے اور اس کامیابی پر مجھے مبارک باد دیتے۔ جناب زینب (س) فرماتی ہیں وَلَا يَسْتَفِزَنّكَ الفَرحُ بِقَتْلِهِ۔ غرور و خوشی میں مبتلا نہ ہو۔ اور پھر آپ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۶۹ کی تلاوت فرماتی ہیں:

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمۡوَاتًا بَلۡ أَحۡيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُونَ۔ ترجمہ: اور خبردار راہ خدا میں قتل ہونے والوں کو مردہ خیال نہ کرنا وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے یہاں رزق پا رہے ہیں۔

آپ واقعی خوشی کو شہدا کے لئے مخصوص کرتی ہیں اور اس آیہ کریمہ سے استناد کرتے ہوئے یزید کو یہ بتاتی ہیں کہ تمہاری یہ خوشی ظاہری اور وقتی ہے اور اس کے بعد دائمی عذاب ہے لیکن واقعی خوشی شہدائے کربلا کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مستفیض ہو رہے ہیں:

فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضۡلِهِ وَيَسۡتَبۡشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمۡ يَلۡحَقُوا بِهِم مِّنۡ خَلۡفِهِمۡ أَلَّا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ۔ ترجمہ: خدا کی طرف سے ملنے والے فضل و کرم سے خوش

۱۔ طبرسی، مجمع البیان (جلد ۴)، ص ۳۵۶

ہیں اور جو ابھی تک ان سے ملحق نہیں ہوسکے ہیں ان کے بارے میں یہ خوش خبری رکھتے ہیں کہ ان کے واسطے بھی نہ کوئی خوف ہے اور نہ حزن۔[1]

جنگ احد میں مسلمانوں کی ظاہری شکست اور جناب حمزہ کی شہادت کے بعد مشرکین مکہ خوشی منا رہے تھے، اور اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اور واقعی خوشی اور حقیقی زندگی کے مفہوم کو بیان کیا۔[2] یزید ملعون بھی شہدائے کربلا کی شہادت کے بعد بہت خوش تھا اور جناب زینب (س) نے اس آیت کی تلاوت فرما کر یہ بتادیا کہ شہدائے کربلا، شہدائے بدر و احد کی طرح اللہ تعالی کے بے انتہا فضل و کرم سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

برے انتخاب کا انجام: جناب زینب (س)، یزید ملعون کو خطاب کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ جس نے تمہیں مسلمانوں کی ریاست و حکومت سونپی ہے، اسے عنقریب یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس کا انتخاب کتنا برا تھا۔ جناب زینب (س) یہاں پر سورہ کہف کی آیت نمبر ۵۰ سے استناد کرتی ہیں جہاں ارشاد ہوتا ہے:

> وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا۔ ترجمہ: اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کر لیا کہ وہ جنّات میں سے تھا پھر تو اس نے حکم خدا سے سرتابی کی تو کیا تم لوگ مجھے چھوڑ کر شیطان اور اس کی اولاد کو اپنا سرپرست بنا رہے ہو جب کہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں یہ تو ظالمین کے لئے بدترین بدل ہے۔

اس آیت میں شیطان اور اس کے ساتھیوں کی بات ہو رہی ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے جن لوگوں نے اللہ تعالی کے بجائے ابلیس کو اپنا پیشوا بنایا ہے وہ یہ جان لیں کہ انہوں نے برا انتخاب کیا ہے۔ جناب زینب (س) کے کلام میں ظالمین سے مراد وہ تمام افراد ہیں جنھوں نے حب دنیا اور غلبہ نفس کی وجہ سے خلیفہ خدا کی بیعت کے بجائے، شیطان کے جانشین یعنی یزید سے بیعت کر لی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ان لوگوں نے برا انتخاب کیا ہے جس کی وجہ سے اس دنیا میں ذلت و خواری اور آخرت میں دردناک عذاب ان کا مقدر بن گیا ہے۔

۱۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۷۰

۲۔ علی بن احمد واحدی، اسباب النزول، ص ۱۳۳

اللہ تعالی مظلوموں کا سب سے بڑا وکیل: جناب زینب(س) اپنے اوپر پڑنے والی مصیبتوں کو یاد کرکے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۷۳ کی تلاوت فرماتی ہیں: حَسبُنا اللهُ وَ نِعمَ الوَکیل۔ اوریزید کو بتاتی ہیں کہ اللہ تعالی ہمارے لئے کافی ہے اور وہ سب دیکھ رہا ہے۔ حقیقت میں جناب زین(س)ب ایسی عابدہ اور عارفہ ہیں جو ہر چیز کو اللہ تعالی کی جانب سے جانتی ہیں اور کوئی بھی مصیبت آپ کو جھکا نہیں سکی۔ آپ اپنے خطبہ کو اللہ تعالی کے شکر و حمد پر تمام کرتی ہیں: الحَمْدُ لِلهِ الَّذی حَکَمَ لِاولیائهِ۔۔۔

جناب زینب(س) نے اپنے خطبوں میں بہت ہی خوبصورت انداز قرآنی فقروں سے استناد کیا ہے۔ یہاں پر ہم ان کو مختصر طور پر پیش کرتے ہیں:

- وَمَا اللهُ بِظَلّام لِلعَبید: ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۔[1]
- الا لعن الظالم العادی: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ۔[2]
- فلا یسبطی فی بغضنا اهل البیت: وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔[3]
- حین تصیر الی سخط الله: أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَن بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ۔[4]
- و سیعلم...: إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ۔[5]

۱۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۸۲
۲۔ سورہ ہود، آیت ۱۸
۳۔ سورہ احزاب، آیت ۳۳
۴۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۶۲
۵۔ سورہ شعرا، آیت ۲۲۷

- ❖ قلوب قاسیه: أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔[1]
- ❖ القتل حزب الله النجبا: وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ۔[2]
- ❖ بحزب الشیطان الطلقا: اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۔[3]
- ❖ ینادی المنادی: وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۔[4]
- ❖ رحیمٌ ودود: وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ۔[5]
- ❖ و فَعَلْتَ فعلَتَکَ التی فَعَلْتَ: وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۔[6]
- ❖ ایکم شر مکاناً و اضعف جنداً: قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا۔[7]

منابع و مآخذ

- ❖ قرآن کریم، ترجمہ: فولادوند، محمد مہدی، دار القرآن الکریم، تہران، ۱۴۱۵ق
- ❖ نہج البلاغہ، ترجمہ محمد دشتی، انتشارات الہادی، قم، ۱۳۸۵ش
- ❖ بحرانی، سید ہاشم، البرہان فی تفسیر القرآن، بنیاد بعثت، تہران، ۱۴۱۷ق
- ❖ پاک نیا، عبد الکریم، خطبہ حضرت زینب در کوفہ وشام، انتشارات فرہنگ اہل بیت، قم، ۱۳۸۶ش

۱۔ سورہ زمر، آیت ۲۲
۲۔ سورہ مائدہ، آیت ۵۶
۳ ۔ سورہ مجادلہ، آیت ۱۹
۴۔ سورہ ق، آیت ۴۱
۵۔ سورہ ہود، آیت ۹۰
۶۔ سورہ شعرا، آیت ۱۹
۷۔ سورہ مریم، آیت ۷۵

❖ جعفری، محمد حسین، گلستان سوره ہا، نشر فائز، قم، ۱۳۸۷ش
❖ حسینی ہمدانی، سید محمد حسین، انوار درخشان، کتاب فروشی لطفی، تہران، ۱۴۰۴ق
❖ سید بن طاووس، اللهوف فی قتلی الطفوف، دار الاسوه، تہران، ۱۴۱۴ق
❖ سیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن، تاریخ الخلفاء، انتشارات شریف رضی، قم، ۱۴۱۱ق
❖ شمس، مراد علی، باعلامہ در المیزان، انتشارات اسوه، قم، ۱۳۸۴ش
❖ شوشتری، الخصائص الحسینیہ، ترجمہ میرزا محمد حسین شہرستانی، دار السرور، بیروت، ۱۴۱۴ق
❖ صدوق، خصال، انتشارات اسلامیہ، تہران، ۱۳۸۰ق
❖ طباطبائی، سید محمد علی، تجلی قرآن در کلام حضرت زینب سلام اللہ علیہا، نشر ادیان، قم، ۱۳۹۰ش
❖ طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان، ناصر خسرو تہران، ۱۳۷۲ش
❖ طبری، محب الدین، الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، دار المعرفہ، بیروت
❖ کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، مکتبہ الاسلامیہ، تہران، ۱۳۶۳ش
❖ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، مؤسسہ الوفاء، بیروت، ۱۴۰۳ق
❖ محلاتی، ذبیح اللہ، ریاحین الشریعہ در ترجمہ دانشمندان بانوان شیعہ، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۴۹ق
❖ مکارم شیرازی، ناصر، برگزیدہ تفسیر نمونہ، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۴۷۶ش